HABIBIA ISLAMICUS
(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TOPIC:

CORRESPONDENCE OF SYED ATTAULLAH SHAH BUKHARI (RESEARCH AND ANALYSIS)

سید عطااللہ شاہ بخاریؒ کی مکتوب نگاری (تحقیق وتجزیہ)

AUTHORS:

1. *Mr. Noorullah Farani Ex. Assistant Editor "Alzaitoon" Jamia Abu Hurairah Noshehra, Peshawar. Email ID: Noorullahfarani2@gmail.com*

How to Cite: *Farani , Noorullah. 2022. "CORRESPONDENCE OF SYED ATTAULLAH SHAH BUKHARI (RESEARCH AND ANALYSIS): سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ کی مکتوب نگاری (تحقیق وتجزیہ)". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 6 (4):27-38.*
https://doi.org/10.47720/hi.2022.0604u03.
URL: https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/281
Vol. 6, No.4 || October –December2022 || P. 27-38
Published online: 2022-12-30

QR. Code

CORRESPONDENCE OF SYED ATTAULLAH SHAH BUKHARI (RESEARCH AND ANALYSIS)

سید عطااللہ شاہ بخاریؒ کی مکتوب نگاری(تحقیق وتجزیہ)

Noorullah Farnai

ABSTRACT:
According to the information, apart from the letters published in the book "Seyydi W Abi", there are thirty letters of Shahji, which are available in various books, magazines, and mentions. This article includes some unique sections of them and the full text of one or two letters. It is said that letters are a reflection of the personality of the writer. Ameer-e-Shariat's life is like a public life and an open book. But knowing all aspects of human life is a difficult task. Since all the aspects of a great man's life are in the eyes of common people, there's more to the background than that. Therefore, one's letters play a key role in one's biography and thoughts. Because in letters, some hidden corners of a person's life come out from his own pen in the form of feelings, emotions, inclinations, and thoughts.

KEYWORDS: *Correspondence, Ameer Shariat, Biography, Information.*

ابتدائیہ: فن مکتوب نگاری کے مختلف پہلوؤں پر ہر حوالے سے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔اور آئندہ بھی لکھا جائے گا۔زیر نظر مضمون میں فن مکتوب نگاری کی تاریخ پر لکھنے اور مختلف ادوار کی تعین کیے بغیر تطویل سے پہلو تہی کرتے ہوئے، مجاہد آزادی خطیب اعظم سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی مکتوب نگاری پر کچھ عرض ومعروض کرنا چاہتے ہیں۔ عنوان کی حد تک موضوع کے حدود کی رعایت رکھتے ہوئے صرف یہ لکھنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اردو زبان کے مکتوباتی سرمایے کی تاریخ دو سو سترہ سال قدیم ہے۔اردو زبان کا اب تک سب سے قدیم دستیاب شدہ مکتوب ۱۸۰۳ء کا تحریر کردہ ہے۔ جس کی مکتوب نگار فقیرہ بیگم اور مکتوب الیہ میرزا محمد ظہیر الدین علی بخت اظفری دہلوی (۱۷۵۸ء-۱۸۱۸ء) تھے۔یہ خط"واقعات اظفری" کے نسخہ دانش گاہ ٹیو بنگن جرمنی میں شامل ہے"۔1

مکتوب نگار کا مختصر تعارف: سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بروز جمعہ بوقت سحر یکم ربیع الاوّل ۱۳۱۰ھ ۲۳ ستمبر ۱۸۹۲ء اپنے نانا حافظ حکیم سید احمد اندرابی کے مکان واقع محلہ خانہ باغ پٹنہ، عظیم آباد صوبہ بہار ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۳۹ پشت میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔پٹنہ میں قیام کے دوران درس نظامی کی ابتدائی کتب مولانا سید الفت حسین بہاری اور مولانا عبد الرحیم بہاری سے پڑھیں۔ تجوید اور قرأت کی تعلیم بھی پٹنہ میں قاری سید عاصم عمر ترکی سے حاصل کی۔پھر ناگڑیاں (ضلع گجرات) میں قیام کے دوران قریبی موضع راجووال میں قاضی عطاء محمد صاحبؒ سے پڑھتے رہے۔ پھر امرتسر چلے آئے تقسیم ملک تک امرتسر ہی میں رہے۔ تعلیمی سلسلہ پہلے مدرسہ نصرت الحق میں مولانا مفتی غلام مصطفی قاسمی کے یہاں اور پھر مدرسہ نعمانیہ ہال بازار (مسجد خیر الدین امرتسر) میں مولانا نور احمد پسروریؒ اور مفتی محمد حسن صاحبؒ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور) کے یہاں چلا۔مولانا عبد الصمد کشمیری امرتسریؒ سے بھی چند کتابیں پڑھیں۔مولانا نور احمد پسروریؒ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے جبکہ مفتی محمد حسن صاحبؒ حضرت مولانا عبد الجبار غزنوی اور مولانا انور شاہ کشمیری کے شاگرد تھے۔سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مولانا مفتی غلام مصطفی قاسمیؒ سے فقہ، مولانا نور احمد پسروریؒ سے تفسیر اور

حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ سے مشکوٰۃ، ترمذی اور حدیث کی دیگر کتابیں پڑھیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن مکیؒ سے ابوداؤد اور صحیح بخاری پڑھیں۔ مولانا محمد غریب امرتسری سے شاعری میں اصلاح لی۔ آپ کا شعری مجموعہ "سواطع الالہام" کے نام سے ۱۹۵۵ء میں ملتان سے چھپ چکا ہے۔ امرتسر کے زمانہ طالب علمی (۱۹۱۵ء) میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ سے بیعت ہوئے۔ پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی وفات (۱۱رمئی ۱۹۳۷ء) کے بعد حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری سے بیعت ہوئے۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۴۷ء تک ہندوستان کی کوئی تحریک خواہ آزادی ہند کے لیے چلی یا مسلمانانِ ہند کے حقوق کے لیے یا قادیانی فتنہ کے استیصال کے لیے، ذاتی اور جماعتی طور پر ہمیشہ صف اول میں شریک رہے۔ کئی تحریکوں کے سربراہ رہے۔ مغل پورہ انجینئرنگ کالج ایجی ٹیشن، تحریک کشمیر، قادیانیت کا احتساب، کپور تھلہ ایجی ٹیشن، بہاول پور ایجی ٹیشن، تحریک مدح صحابہ، سکھر کی مسجد منزل گاہ کا مسئلہ، زلزلہ زدگان کوئٹہ کی امداد، دوسری جنگ عظیم میں فوجی بھرتی کا مقاطعہ، فسادات بہار میں مسلمانوں کی اعانت، قیام پاکستان کے بعد تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۵ء ان سب تحریکوں اور قومی مسائل میں آپ پیش پیش رہے بلکہ بعض تحریکیں تو آپ کی سرپرستی میں آپ کی جماعت "مجلسِ احرار" نے چلائی۔ گیارہ مرتبہ آپ پسِ دیوار زنداں رہے اپنی عمر کے مجموعی طور پر نو سال چار مہینے انیس دن قید میں گزارے۔ آپ ملتان میں بروزِ پیر ۲۱ راگست ۱۹۶۱ء کو وفات پاگئے۔ جلال باقری قبرستان ملتان میں تدفین ہوئی۔ آپ کی سوانحی عمری پر متعدد حضرات نے خامہ فرسائی کی جن میں شورش کاشمیری، جانباز مرزا اور ان کی بیٹی سیدہ ام کفیل بخاری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مذکوہ بالا مختصر احوال سیدہ ام کفیل بخاری کی کتاب "سیدی وابی" سے ماخوذ ہیں

مکتوبات بخاری کے ماخذ: اب تک کی معلومات کے مطابق کتاب "سیدی وابی" میں شائع شدہ خطوط کے علاوہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے تقریبا تیس کے قریب خطوط دستیاب ہیں۔ جو مختلف کتب، رسائل اور تذکروں کی زینت ہیں۔ جن کے بعض چیدہ چیدہ اقتباسات اور ایک دو خطوط کی مکمل عبارت پر ہماری یہ تحریر محیط ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مکتوبات مکتوب نگار کی شخصیت کا آئینہ ہوتے ہیں۔ امیر شریعت کی زندگی ایک عوامی زندگی اور کھلی کتاب کی مانند ہے۔ مگر با ایں ہمہ ایک انسان کی زندگی کے تمام پہلوں کو جاننا ایک مشکل امر ہے۔ کیونکہ کسی انسان کی زندگی کے جتنے پہلو نمایاں اور عام لوگوں کی نظروں میں ہوتے ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ پہلو اخفا کے پردے میں ہوتے ہیں۔ اس لیے کسی شخصیت کے سوانح وافکار اور کردار نگاری میں ان کے خطوط کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ خطوط میں کسی شخصیت کی زندگی کے بعض پوشیدہ گوشے ان کے اپنے ہی قلم سے احساسات، جذبات، میلانات، اور افکار کی صورت میں بڑی بے تکلفی سے رقم ہو جاتے ہیں جو بڑے حسین، نمایاں اور صاف نظر آتے ہیں۔ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خطوط کی دنیا محدود ہے، ضرورت پیش ہوئی خط کا جواب لکھا وہ بھی جتنا ہوسکا مختصر لکھا اور بس۔ کیونکہ آپ لکھنے لکھانے سے طبعی طور پر متنفر تھے، تحریر کو فتنہ سے تعبیر کرتے۔ مولانا ظہور احمد بگوی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں: "فتنہ تحریر سے بہت ڈرتا ہوں اس لیے کچھ لکھنا مناسب نہ سمجھا۔"2

"لکھنے لکھانے کا شوق کبھی نہ تھا البتہ خطوط کا جواب سفر وحضر دونوں صورتوں میں خود لکھتے، غیر ضروری خط وکتابت سے اجتناب کرتے"۔3

شاہ جی کے اولین سوانح نگار خان غازی کابلی لکھتے ہیں: ”سفر و حضر دونوں حالتوں میں ایک سوٹ کیس اپنے پاس رکھتے ہیں۔ جس میں پہننے کے لیے کپڑوں کے علاوہ ریلوے ٹائم ٹیبل اور ادویہ، احباب کے خطوط، لفافے اور پوسٹ کارڈ بھی ہوتے ہیں۔ فرصت کے وقت احباب کے خطوط کا جواب لکھتے ہیں“۔4

خان غازی کابلی قاری محمد سعید عظیم آبادی کے ساتھ شاہ جی کے خط و کتابت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”قاری موصوف شاہ صاحب کے بچپن کے ساتھی ہیں، اور پٹنہ میں آپ کے ساتھ پڑھتے رہے ہیں۔۔۔ بخاری صاحب آپ کو ایسی طرز وانداز میں خطوط لکھتے ہیں۔ جن سے قاری صاحب کے علاوہ اور کوئی شخص لطف اندوز نہیں ہو سکتا“۔5

آپ کے مکتوب الیہم اکثر آپ کے خاندان والے، دوست واحباب، تحریک میں شامل اپنے فکر و نظریہ کے افراد ہوتے۔ آپ کے دستیاب خطوط میں بعض حضرات کے ساتھ آپ کے خط و کتابت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کے نام مولانا ابوالکلام آزاد کے تین خطوط "سیدی وابی" میں چھپ چکے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا آزاد کے ساتھ عقیدت و محبت کے لازوال رشتے کے علاوہ خط وکتابت کا رشتہ بھی استوار تھا۔ مگر افسوس آپ کے لکھے اکثر خطوط دستیاب نہیں۔ آپ کے خطوط کا ایک مجموعہ جناب نعیم آسی مرحوم نے دسمبر ۱۹۸۱ء کو مسلم اکادمی سیالکوٹ سے "مکاتیب امیر شریعت" کے نام سے شائع کیا تھا۔ باب اول میں آپ کے نو خطوط۔ باب دوم میں امیر شریعت کے دو آٹو گراف ”بیان القرآن“ اور ایک منی آرڈر پر دستخط شامل ہیں۔ باب سوم میں آپ کے بعض چیدہ اشعار اور آخر میں ایک ضمیمہ ملحق ہے، جس میں دو مکتوب شامل ہیں۔ پہلا مکتوب مولانا احمد علی لاہوریؒ بنام شاہ جیؒ دوسرا مکتوب مولانا سید حسین احمد مدنیؒ بنام شاہ جیؒ درج ہیں۔ نعیم آسی مرحوم نے اس مجموعہ میں شاہ جی کے مکتوبات کی جمع آوری کے لیے متعدد حضرات کے ساتھ جنہیں شاہ جی یا ان کے متعلقین کا قرب حاصل تھا، رابطہ کیا۔ جن میں سے خان غازی کابلی ،نواب زادہ نصر اللہ خان، عبد اللہ ملک (لاہور) چودھری ثناءاللہ بھٹہ (لاہور) مسعود شورش ابن شورش کاشمیری، جانباز مرزا، ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مگر بقول نعیم آسی مرحوم کے ”افسوس ہر طرف سے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا“۔6

مگر ڈاکٹر زاہد منیر عامر ”مکاتیب امیر شریعت“ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”مرتب نے زیادہ جستجو، تحقیق اور کاوش سے کام نہیں لیا کئی غیر مطبوعہ خطوط کا مشاہدہ راقم الحروف نے خود کیا (ہے)“۔7

عبد اللہ ملک نعیم آسی کے نام ۲۰ جنوری ۱۹۷۹ء کے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: ”میرے پاس سے بہت سے مکتوبات تلاشیوں کے زمانوں میں ضائع ہو گئے“۔8

مولانا محمد علی کاندھلوی ایک زمانہ میں کاروان احرار کے راہی تھے۔ نعیم آسی کے دریافت کرنے پر بتایا: "میرے پاس شاہ صاحب کے تین مکتوبات تھے۔ تقسیم کے موقع پر ضائع ہو گئے“۔9

شورش کاشمیری سی ایل کاوش کے نام اپنے ایک مکتوب جس میں انہوں نے اپنے نام اکابر ومشائخ کے مکتوبات کی ایک اجمالی فہرست درج کی ہے اور یہ خواہش بھی ظاہر کی ہے کہ یہ تمام مکاتیب ایک مجموعہ کی صورت میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔اس میں انہوں نے شاہ جی کے ۱۲ مکاتیب کا ذکر کیا ہے"۔10

امیر شریعت کی صاحبزادی سیّدہ ام کفیل بخاری نے بھی اپنی کتاب "سیدی وابی" میں دوسرے باب کی صورت میں امیر شریعت کے کل تیئس (۲۳) خطوط زمانی ترتیب کے ساتھ شامل کئے ہیں۔جو کہ پہلی دفعہ اس کتاب میں شائع ہوئے۔

"پہلا خط حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے نام ہے۔انیس خطوط اپنی بیٹی (جنہیں وہ "بٹیا جی" کہتے) کے نام ہیں۔جن میں چودہ خطوط تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے ایام اسیری میں سنٹرل جیل سکھر اور سنٹرل جیل لاہور سے تحریر کردہ ہیں۔جب کہ پانچ خطوط ۱۹۵۴ء میں رہائی کے بعد کے ہیں۔ایک خط اپنی اہلیہ کے نام،ایک منہ بولی بیٹی کے نام اور ایک سمدھی کے نام"۔11

سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ کے جیل سے لکھے گئے دستیاب خطوط میں شاہ جی کا اپنے چند دوستوں،ہم عصروں مجلس احرار کے کارکنوں اور اپنے فرزندان ذی وقار کے نام خطوط لکھنے اور بھیجنے کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔لیکن افسوس وہ مکتوبات قیمہ بھی میسر نہیں۔

مکتوب لکھنے کا انداز: شورش کاشمیری لکھتے ہیں:"ایک زمانہ میں قیدی کو تین ماہ بعد ایک خط لکھنے اور دو ماہ بعد ایک خط وصولنے کا حق ہوتا تھا۔ظاہر ہے کہ یہ ایک بڑا اجبر تھا۔نتیجتاً بہت سے قیدی بیرنگ خط لکھتے جو بیرونی سنسرشپ کی وجہ سے پکڑے جاتے اور ان کی سزا کا موجب ہوتے،شاہ جی نے اس کا توڑ پیدا کیا۔پنڈت کرپارام برہم چاری کے نام سے اپنے احباب کو دیناج پور جیل سے اکثر خط لکھتے رہے اور یہ نام سید عطاءاللہ شاہ بخاری کا ترجمہ یا بدل تھا"۔12

پنڈٹ لفظ ہندی زبان میں اونچی ذات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔جیسے مسلمانوں کے ہاں سیّد،کرپا ہندی زبان میں عطا کے معنی میں مستعمل ہے،اور لفظ رام لفظ اللہ کے ہم معنی ہے،جبکہ برہم چاری کو وزن برابر کرنے کے لئے استعمال کیا۔اس طرح یہ نام "سیّد عطاء اللہ بخاری کے ہم معنی ہوا۔

امیر شریعت بیشتر خطوط کے جوابات خود اپنے ہاتھ سے لکھتے۔آخر عمر میں شدت علالت کے سبب ہاتھوں میں رعشہ کی وجہ سے اپنے صاحبزادوں سے املا کرواتے تھے۔خط کی پیشانی پر سب سے پہلے دائیں جانب بالعموم مقام اقامت تحریر کرتے۔اکثر و بیشتر دستیاب خطوط کی پیشانی پر سکھر جیل،سنٹرل جیل لاہور،بریلی،امرتسر،مظفر گڑھ سٹیشن،امرتسر گلوالی گیٹ،خان گڑھ،لاہور،سیالکوٹ،ملتان شہر کے الفاظ ملتے ہیں۔کبھی گاڑی میں جواب لکھنے کی نوبت آتی تو سب سے اوپر دائیں جانب "چلتی گاڑی" کے الفاظ لکھتے۔گویا خط کی ابتدا مقام سکونت واقامت سے کرتے۔مقام اقامت کے نیچے تاریخ لکھتے کبھی کبھار یہ ترتیب الٹ بھی ہو جاتی۔جیل سے لکھے ہوئے اکثر خطوط میں تاریخ کے بعد ان کا نام لکھا ہوا ملتا ہے۔حضرت امیر شریعت مکتوب الیہ کو اس کے مقام و مرتبہ کے مطابق مخاطب کرتے۔القابات عموما سادہ مختصر تملق اور خوشامد سے پاک ہوتے۔آپ عموما مکرمی و محترمی،عزیزی اور عزیزم جیسے القابات لاتے،قریبی احباب اور بڑوں کے

لئے اپنائیت، محبت وعقیدت سے معمور القابات لاتے، جیسے برادرم، برادرِ محترم المقام ماسٹر جی! میرے قاضی جی! میرے حضرت جی (مولانا حسین احمد مدنی کے لیے) وغیرہ۔ خط کے اختتام پر دعا گو، والسلام مع الاکرام، والدعا، جیسے الفاظ لکھتے۔ اپنے بڑوں کے نام لکھے خطوط کے آخر میں "حضرت کی دعاں کا محتاج ہوں" یا محتاجِ دعا تحریر فرماتے۔ کبھی کبھی "غریب الدیار" یا فقیر لکھ کر دستخط ثبت فرماتے۔ بعض خطوط میں دستخط کے بعد تاریخ درج ہے۔ شاہ جی کے سب سے تفصیلی اور آپ کی زندگی کے نشیب وفراز اور سوانحی خدوخال کے بعض اشاروں پر مشتمل خطوط "سیدی وابی" کے خطوط ہیں۔ ان خطوط پر ام کفیل بخاری کی علمی ادبی اور معلوماتی تحشیہ و تعلیقات خاصے کی چیز ہے جس سے ان خطوط کے بعض مرموز مقامات اور اجمال پر مشتمل جملوں کی تفصیل اور بعض اہم واقعات کی طرف واضح اشارات ملتے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان تمام مکتوبات کے عکس بھی اس کتاب میں شامل ہیں ان خطوط میں لطف ومحبت، رافت ومودت کے وہ تمام رنگ موجود ہیں۔ جو کسی نجی خطوط میں ہونے چاہیئے۔ اس کے علاوہ قلبی کیفیات، گھریلو حالات، بیماریوں کا تذکرہ، بین السطور جیل کے ماحول اور جیل کی فضا پر بھی کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اور بھی بہت سے پہلو ان خطوط کے آئینے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان خطوط میں بعض ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں کا تذکرہ بھی موجود ہے، جس کو عام طور پر اتنے بڑے لیڈر نہ اپنی تحریر میں ذکر کرتے ہیں اور نہ خاطر میں لاتے ہیں۔
لیکن شاہ جی کے اعلی اخلاق اور متواضعانہ طبیعت کا اندازہ لگایئے کہ وہ اپنے خطوط میں گھر کے آس پاس کے غریب ہمسایوں کے حال احوال ان کی خیر وعافیت کی خبر گیری، ان کے گھر قرآن پڑھنے والے بچوں، محلہ کے نمازیوں حتی کہ گھر کام کاج کرنے والے خادم کو سلام مسنون کہتے ہیں۔
سکھر جیل سے لکھتے ہیں: "جو شخص مجھے کو سلام کہے اسے تم بھی میری طرف سے سلام کہلادو۔ محسن میاں اور مومن جی اور پیر جی سلمہم اللہ تعالی کو دعائیں اور دیدہ بوسیاں۔ سکینہ کو، ازدہاری (اِزدہار۔ محلہ کی ایک بچی جو امیر شریعت کی اہلیہ سے قرآن پاک پڑھتی تھی)۔ کریم بخش، محمد فاروق سب کو پیار، وسو کو پیار، اس کی ماں کو دعائیں، وسو کے بابا کو سلام۔"13
ایک اور پیار بھرا انداز سلام پہنچانے کا ملاحظہ کیجئیے۔ سکھر جیل سے اپنی بیٹی کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں: "اپنے بھائیوں کو قرآن سنانے پر میری طرف سے مبارک باد کہو۔ دعائیں پہنچاؤ اور دیدہ بوسی کرو۔ اپنے چچا صاحب کو میری طرف سے سلام مسنون کہہ دینا اور بچی کے انتقال پر اظہار تعزیت کر دینا۔ اپنی امی اور خالہ کو السلام علیکم کہہ دو اور امید ہے کہ آپ کی خالہ جی دعاں میں لگی رہتی ہوں گی۔ سب بچوں کو دعائیں۔ مسجد میں نمازیوں کو محسن کی معرفت سلام مسنون۔ حافظین اور شاہ صاحب کو، خصوصا ودو اور افضل (گھر کام کاج کرنے والا خادم) کو سلام مسنون۔ باقی کل پرسان حال کو سلام بھجوا دینا"۔14
ایک اور خط میں لکھتے ہیں: "عزیزی افضل سلمہ کو السلام علیکم اور دعائیں"۔15
امیر شریعت کے خطوط میں ان کی شخصیت۔ صداقت، اخلاص، شفقت ومحبت، عاجزی فرتنی وانکساری، خدا کی ذات پر مکمل اعتماد، عزم واستقامت نہ جانے کن کن صورتوں میں نظر آتی ہے۔ کچھ نمونے ملاحظہ فرمائیں: "میرے متعلق تمہیں اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ مسبب

حقیقی کے سوا میں ساری کائنات سے کٹ چکا ہوں۔ میرے لیے دنیا میں، دنیا والوں سے کوئی امید، کوئی آرزو باقی نہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔ ہاں اللہ تعالی قادر مطلق ہیں۔

یفعل مایشاء ہے شان اس کی　　　یحکم مایرید آن اس کی16

رہائی سے پہلے لاہور جیل سے اپنی بیٹی کے نام آخری خط میں بھی یہی بات کچھ اس انداز سے لکھتے ہیں:"باقی یفعل اللہ مایشاء، ساری کائنات سے کٹ کر صرف اسی ایک ذات سے عقید تاجڑا ہوا ہوں اور بس۔ ان شااللہ تعالی آپ لوگ بھی اسی رنگ میں رہیں تو بہتر ہے"۔17

سنٹرل جیل لاہور سے ایک خط میں لکھتے ہیں:"میرے متعلق بے فکر رہیں۔ اللہ تعالی اور رسول علیہ السلام کی رضا چاہیے"۔18

۷ مئی ۱۹۵۳ء سکھر جیل سے لکھے ایک خط میں لکھتے ہیں:"باقی میں تم لوگوں کے متعلق پریشان نہیں ہوتا۔ فطرت کے تقاضوں میں بے بسی ہوتی ہے۔ اسے پریشانی نہیں کہنا چاہیے"۔19

انابت الی اللہ کی ضرورت ہے اللہ تعالی مجھ کو اور تم لوگوں کو اس کی توفیق بخشیں اور بس، باقی ہوس۔"20

بچوں سے پیار و محبت کا ایک انداز ملاحظہ کیجیے۔ اپنی صاحبزادی کے نام ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں:"بانو کو گود میں لے کر میرے منہ سے پیار کرواور کہو یہ نانا ابا کا پیار ہے اور تم خود اس سے پیار لو اور کہلواؤ کہ یہ ابا جی کا پیار ہے"۔21

پاکستان کی آزادی کے چھ دن بعد ۲۰ اگست ۱۹۴۷ء کے ایک مکتوب میں نذر محمد اور ملک اللہ دتہ کے نام اس وقت کے حالات کا مختصر الفاظ میں تذکرہ کیا ہے۔ اس مکتوب میں اپنے حوالے سے ایک جگہ لکھتے ہیں:"سکھ قوم کی خباثت کو انگریز کی اور ہندو کی تائید حاصل ہے اور وہ تباہی مچا رہی ہے۔ اور نہ جانے کب تک یہ سلسلہ باقی رہے۔ میرا ایک مکان خاک میں مل چکا ہے۔ دوسرا جس میں میں رہتا تھا ابھی تک موجود ہے۔ میری زندگی کی ساری کمائی یعنی میری کتابیں اور سامانِ زندگی وہیں ہے، اللہ کے حوالے ہے، ابھی تک کوئی صورت سامان برآمد کرنے کی نظر نہیں آتی۔ پہلے بھی فقیر ہی تھا لیکن اب سر چھپانے کی جگہ بھی نہیں ہے"۔22

عاجزی، فروتنی اور انکساری کے چند نمونے ملاحظہ کیجئے۔ اپنی بیٹی کے نام لاہور جیل سے آخری خط میں جواب لکھنے میں تاخیر پر معذرت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"آپ لوگوں سے معافی مانگتا ہوں کہ میری غفلت کی وجہ کر آپ سبھوں کو تکلیف پہنچی۔ خدا جانے کیوں میرے ہاتھ رک گئے۔ کچھ تو رہا ہونے والوں کی وجہ سے کہ ان کی زبانی خیریت معلوم ہو ہی جائے گی اور کچھ کیا، بس کچھ بھی نہیں۔ اپنی ہی تقصیر اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالی معافی دیں"۔23

"قاضی جی! میں تو جیسا نکما ہوں آپ جانتے ہیں۔ اللہ تعالی نے آپ کو بہت صلاحیتیں عطا کی ہیں اور بہت لوگوں کو آپ سے فائدے پہنچتے رہتے ہیں"۔24

اس نوعیت کا ایک اور پیراگراف آپ کے ایک مکتوب سے پیش ہے جس میں وہ اپنے ایک شعر جو آپ کے مجموعہ کلام "سواطع الالہام" میں چھپا تھا کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا احمد علی لاہوریؒ کے نام لکھتے ہیں:"میرے وہم میں بھی ذم کا پہلو نہیں تھا۔ چونکہ آپ فرماتے ہیں

شعر سے ذم کا پہلو نکلتا ہے۔ آپ کے ارشاد کے بعد میں اس شعر کی کوئی تاویل نہیں کرنا چاہتا اور استغفر اللہ پڑھتا ہوں۔ آپ بھی میرے حق میں دعا کریں اللہ تعالی مجھے معاف کر دے"۔25

ڈاکٹر زاہد منیر عامر خط کے اس اقتباس کے حوالے سے لکھتے ہیں:"اب شاہ جی کی عظمت کا اندازہ کیجئے کہ اتنا بڑا آدمی جس کے عقیدت مند بے شمار ہوں، اور جو اپنی للکار سے فرنگی ایسے سامراج کو للکار چکا ہو۔ جس کی ساری زندگی اسلام اور وطن کی خدمت و آزادی کے لیے صرف ہوئی ہو، کسی غرور و نخوت کا اظہار نہیں کرتا تاویل کی ضرورت نہیں تھی اگر وہ محض اپنے شعر کا پس منظر بیان کر دیتے تو بھی حقیقت کی وضاحت ہو سکتی تھی مگر وہ کسی تعبیر و تشریح کے چکر میں پڑے بغیر صاف الفاظ میں استغفر اللہ پڑھتے ہیں اور دعا کے لیے التجا کرتے ہیں"۔26

مکتوبات میں مزاح کی آمیزش: آپ کے خطوط میں سلاست، بے تکلفی، لطافت، بے ساختگی اور سادگی، اخلاص سوز و گداز لفظ لفظ سے عیاں وبیاں ہیں۔ بعض خطوط میں شگفتگی کی آمیزش ہے یہ انداز دیکھئے:"غذا میں صرف شوربہ، ایک پھلکا اور کچھ گوشت ہے، باقی صبح کو چائے، ایک دو ٹوسٹ، دو انڈے بس!یعنی بڑا پرہیز گار ہو گیا ہوں"۔27

جیل میں امیر شریعت کی بیماری اور شدید بیماری کی جھوٹی خبر گھر والوں کو پہنچی اسی جھوٹی خبر کے حوالے سے صاحبزادی کے استفسار کے جواب میں جیل سے ایک خط میں لکھتے ہیں:"ہاں تو میری صحت اچھی ہے اور بالکل اچھی ہے۔ جو خبر آپ کو ملی ہے، وہ ابھی تک ہمیں نہیں ملی۔ واللہ اعلم آپ کو کہاں سے ملی ہے؟"۔28

مجید لاہوری معروف صحافی ادیب اور مزاح نگار تھے۔ کراچی سے "نمکدان" کے نام سے ہفت روزہ جاری کیا۔ تو شاہ جی سے نمکدان کے حوالے سے تاثرات لکھنے کی فرمائش کی۔ شاہ جی نے نمکدان کے حوالے سے مختصر تاثرات لکھ بھیجے۔ جو ہفت روزہ "نمکدان" کے ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۹ء کے شمارے میں "کان نمک" کے زیر عنوان شائع ہوئے۔ شاہ جی اس تاثراتی مکتوب میں ان کے موٹاپے پر چٹکی لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں بہت خوش ہوں کہ آپ کا نمکدان فواحشات سے پاک ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی اسے ترقی دے۔ ہم اسے گھر میں بھی پڑھ لیتے ہیں۔ رہی آپ کی کراچی میں مکان نہ ملنے کی شکایت تو کراچی والوں نے کوئی ایسا مکان نہیں بنایا جس کے دروازے سے آپ داخل ہو سکیں"۔29

جب شاہ جی نے اپنی خداداد زورِ خطابت سے انگریز کے کاسہ لیس پیروں اور گدی نشینان کو للکارا، لتاڑا اور طنزیہ جملے کسے۔ اس کے نتیجے میں ان کو اپنا مکروہ کاروبار ٹھپ ہوتا ہوا نظر آیا، تو انہوں نے جوش غضب سے آپ پر طرح طرح کے فتوے لگائے آپ کو کافر مشرک اور گستاخ کہا لیکن کوئی مائی کا لعل امیر شریعت کو فرنگی کی مخالفت کرنے سے باز نہ رکھ سکا۔ مولانا ظہور احمد بگوی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

"رہ گیا کفر و ایمان کا معاملہ تو میرے بھائی یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ فرنگی کی مخالفت کرنے کے بعد ایمان کہاں سلامت رہ سکتا ہے"۔30

اپنی متحرک زندگی کا حوالے دیتے ہوئے بسلسلہ علاج قیام لاہور کے زمانہ(اکتوبر۱۹۵۷ء) کے ایک مکتوب میں اپنی صاحبزادی کے نام لکھتے ہیں:"بٹیا جی میرا بستر تو کھلتا ہی نہ تھا۔اب میری غفلتوں کی سزا مل رہی ہے کہ بستر کھلا پڑا ہے"۔31

اسی نوعیت کا ایک اور پیراگراف بھی ملاحظہ کیجیئے:"تو بٹیا جی!جب ابا جی خواب میں مل لیتے ہیں۔تو پھر سکون قلب حاصل ہونا چاہیے نہ کہ اداسی،پہلے بھی میں کونسا گھر ہی میں تم لوگوں کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔جیہا کلے بدھا جیہا چوراں کھڑیا"۔32

جناب عبداللہ ملک کے نام شاہ جی کا ایک مکتوب آپ کے بہترین خطوط میں شمار ہوتا ہے۔نعیم آسی مرحوم اس خط کے حوالے سے لکھتے ہیں:"شاہ جی کے اس خط کو"سخنے چند بہ نژاد نو"کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔اسلوب کے اعتبار سے یہ شاہ جی کا بہترین خط ہے"۔33

لیجیئے شاہ جی کا یہ پورا خط پیش ہے:

عزیزم عبداللہ ملک سلمہ:خوش رہو،جیتے رہو،آباد رہو اور شاد رہو۔زندگی کے شب و روز اس طرح بسر ہوتے ہیں۔اب باقی کیارہ گیا ہے کہ اس کے لیے اضطراب ہو نہ بیتے ہوئے دنوں کا افسوس ہے اور نہ حال سے کوئی شکوہ۔مستقبل کی فکر ہی کیا۔جو لوگ مستقبل کے لیے جی رہے ہیں ان سے پوچھیئے؟اپنا تو بس چل چلاؤ ہے گور کنارے بیٹھا ہوں۔دیکھیے کب بلاوا آجائے۔اب اس کے سوا کوئی مشغلہ نہیں رہا کہ اپنے اللہ سے صبح شام بھیک مانگتا ہوں۔وہی پالنہار ہے۔وہی آخری سہارا ہے۔اس کے ہاں عفو درگزر کے سوا کچھ نہیں۔ہمارا خدا ہمارا خدا ہے سزا گناہوں کی دے چکا ہے۔جزا پشیمانی کی دے گا۔تمہارے لیے دن رات دعا کرتا ہوں۔اب چمن اور اس کی شاخیں،تم نوجوانوں کی باغبانی کے سپرد۔جب تک جیو وضع داری سے جیو کہ یہی ایمان کی نشانی اور حاصلِ زندگانی ہے۔34

والسلام دعا:عطااللہ شاہ بخاری

ڈاکٹر زاہد منیر عامر لکھتے ہیں:"اس خط کے انداز بیاں سے جہاں شاہ جی کی تحریر کے حسن کا پتہ چلتا ہے وہاں اس آزردگی کا بھی احساس ہوتا ہے جس سے انہیں آخر عمر میں پالا پڑا"مستقبل کی فکر ہی کیا"اور"گور کنارے بیٹھا ہوں دیکھیئے کب بلاوا آجائے"ایسے فقرات ہیں جن کا طویل پس منظر ہے اور یہ اقوال ان کیفیات کی غمازی کرتے ہیں جن سے شاہ جی کو گزرنا پڑا"۔35

شورش کاشمیری کے نام شاہ جی کا ایک خط جس کے سطر سطر سے شاہ جی کی وسیع الظرفی،اعلی اخلاق،شرافت و نجابت مترشح ہوتے ہیں۔ملاحظہ کیجیئے:

برادرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آزاد میں تاثیر سے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یا لکھا جارہا ہے وہ قلم کی عریانی ہے تاثیر چونکہ سول اینڈ ملٹری گزٹ میں لکھ رہے ہیں اور فرضی نام سے لکھ رہے ہیں۔لہٰذا باتیں بھی ان کی فرضی ہیں۔سچ ہوتا تو نقاب نہ اوڑھتے۔بہر حال انہیں لکھنے دو۔ضرور ان کے جی میں کوئی چیز ہوگی۔تم اپنے قلم یا زبان کے لیے اللہ ورسول ﷺ کے سامنے جواب دہ ہو۔دنیا نے کس سے اب تک انصاف کیا ہے کہ تم سے کرے گی۔

ع سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

جو شخص گالی دے اس کا جواب گالی نہیں دعا ہے کہ اسوہ حسنہ ہے۔ ان لوگوں کے متعلق یہی سوچ کر صبر کرو کہ بیمار ہیں۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا پر افترا باندھا اور حضور کا دل دکھایا، صفائی کے کٹہرے میں قرآن کھڑا نہ ہوتا تو ان کا فتنہ چہرہ نبوت کو غمگین کر چکا تھا آخر مفتری خائب و خاسر ہو گئے۔ تم کیا اور ہم کیا؟ جب لوگ بہتان باندھنے، افترا گھڑنے اور گالی بکنے پر آجائیں تو اپنے تئیں اللہ کے سپرد کر دو۔ خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ آئندہ تاثیر سے متعلق کوئی تحریر نہ آئے۔ میری خواہش بھی ہے اور ہدایت بھی۔ قلم و زبان تمہارے نہیں خدا کی امانت ہے۔ جو شخص ان میں خیانت کرتا ہے وہ اللہ کی خوشنودی سے محروم ہو جاتا ہے۔ گھر میں سلام کہنا۔ بچی سلمہ کو دعا۔36

دعا گو عطااللہ شاہ بخاری (خان گڑھ 45-4-27)

مدعا نگاری اور مقصدیت: آپ خط ضرورت کے تحت تحریر فرماتے اس لیے آپ کے خطوط (لوازمات خط کے علاوہ) ہر طرح کی ملمع سازی، تکلف اور طوالت سے پاک مدعا نگاری اور مقصدیت تک ہی محدود ہیں۔ بعض خطوط میں تو مدعا کے علاوہ ایک لفظ بھی زائد نہیں۔ مدعا نگاری کی اس خوبی سے متصف ایک خط جس میں شوخی و شگفتگی کی بھی آمیزش ہے ملاحظہ کیجیے۔

عزیزم مولوی احمد دین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گھی لے کر پہنچو، جوتے تیار ہیں۔"37

والسلام: عطااللہ شاہ بخاری

جب سردار عبدالرب نشتر گورنر پنجاب تھے۔ ملتان کا دورہ کیا اور شاہ جی سے ملاقات کیے بغیر چلے گئے۔ ان دنوں شاہ جی بیمار تھے۔ واپسی کے بعد حیدر آباد سندھ سے شاہ جی کے نام عیادت کا خط لکھا، شاہ جی نے جواب میں ارتجالا ایک شعر کہا اور یہی شعر عبدالرب نشتر کے خط کے جواب میں بطور جواب لکھ بھیجا۔ ملاحظہ فرمائیں کتنا خوب صورت جامع اور صرف مدعا پر مشتمل جواب ہے جس سے محبت آمیز شکوہ بھی مترشح ہو رہا ہے۔

نوشتی نامہ از حیدر آباد بملتان جانِ زارم راندیدی38

ایک سفارشی خط کا یہ نادر، البیلا اور سچائی پر مشتمل انداز کتنا پیارا ہے: "ہر چند فقیر کو آپ سے کوئی سابقہ نیاز تو حاصل نہیں لیکن ایک نوجوان کی ضرورت کے احساس سے یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ اگر یہ کام آپ کے ہاتھوں ہو گیا تو گویا یہ کام آپ نہیں کریں گے بلکہ خدا کرے گا۔ اور اگر خدا کو منظور نہ ہوا تو ظاہر ہے یہ کام آپ نہیں کر سکتے۔"39

پاکستان کے حصول اور بعد حصول کے آپ کا موقف بڑا واضح اور روز روشن کی طرح عیاں اور بیاں ہے۔ ۲۴/دسمبر ۱۹۴۷ء کے ایک مکتوب میں ماسٹر تاج الدین انصاری کے نام لکھتے ہیں: "میری آخری رائے اب یہی ہے کہ ہر مسلمان کو پاکستان کی فلاح و بہبود کی راہیں سوچنی

چاہئیں۔اور اس کے لیے عملی قدم اٹھانا چاہیئے۔ مجلس احرار کو ہر نیک کام میں حکومت پاکستان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔اور خلاف شرع کام سے اجتناب"۔40

نتائج البحث: حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خطوط جو مختلف تذکروں، سوانحی کتابوں اور رسائل و جرائد میں بکھرے پڑے ہیں ان تمام خطوط اور منتشر شہ پاروں کو یکجا کرنے کی بے حد ضرورت ہے، تاکہ ان کا تمام مکاتیبی سرمایہ یکجا ہو کر محفوظ اور شائع ہو سکے، جو اردو ادب اور مکاتیب کی تاریخ میں بے بہا اضافہ ثابت ہو گا۔ مجھے ان کے خطوط میں ان کی شخصیت کا جو پہلو سب سے زیادہ واضح اور روشن نظر آیا وہ آپ کی عاجزی، انکساری و فروتنی اور خالق کائنات پر کامل یقین و ایمان ہے۔ آپ کے مکاتیب سادہ، سلیس، طوالت سے محفوظ بے ساختہ اور دھیمے انداز کے چھوٹے چھوٹے جملوں سے مرکب ہیں۔اور یہی خطوط کا حسن ہے۔ پروفیسر خورشید الاسلام لکھتے ہیں:"خط حسن اتفاق کا نام ہے اور حسن اتفاق ہی سے یہ ادب کی ایک صنف ہے، اچھے خط ادبی کارنامہ ہوتے ہیں۔۔۔خط چھوٹی چھوٹی باتوں سے بنے جاتے ہیں۔اور چھوٹی چھوٹی باتوں ہی میں دنیا کا لطف ہے"۔41

حواشی و حوالہ جات:

1۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئیے: ڈاکٹر شاداب تبسم، اردو مکتوب نگاری سر سید اور ان کے رفقا کے خصوصی حوالے سے

2۔ بگوی، انوار احمد، تذکار بگویہ، طبع ۲۰۱۴ جلد سوم، ص ۱۱۶۔

3۔ کاشمیری شورش، سید عطااللہ شاہ بخاری۔۔۔سوانح و افکار، لاہور، مطبوعات چٹان، ۸۸ میکلوڈ روڈ، طبع اگست ۲۰۰۶، ص ۶۴۔

4۔ کابلی خان غازی، حیات بخاری، احرار فاونڈیشن پاکستان، طبع سوم ۲۰۰۳، ص ۹۶۔

5۔ کابلی خان غازی، حیات بخاری، احرار فاونڈیشن پاکستان، طبع سوم ۲۰۰۳، ص ۱۰۰۔

6۔ بخاری ام کفیل، سیدی و ابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ص ۲۶۔

7۔ چٹان، ہفت روزہ، لاہور، 4 تا 11 اکتوبر۔ ۱۹۸۲۔

8۔ آسی نعیم، مکاتیب امیر شریعت، سیالکوٹ، مسلم اکادمی مجاہد روڈ، طبع اول دسمبر ۱۹۸۱، ص ۲۶۔

9۔ آسی نعیم، مکاتیب امیر شریعت، سیالکوٹ، مسلم اکادمی مجاہد روڈ، طبع اول دسمبر ۱۹۸۱، ص ۲۸۔

10۔ چٹان، ہفت روزہ، لاہور، شورش کاشمیری نمبر، یکم نومبر ۱۹۷۶، ص ۱۳۔

11۔ بخاری ام کفیل، سیدی و ابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ص ۴۷۔

12۔ کاشمیری شورش، سید عطااللہ شاہ بخاری سوانح و افکار، لاہور، مطبوعات چٹان، ۲۰۰۶، ص ۸۶۔

13۔ بخاری ام کفیل، سیدی و ابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ص ۲۲۳۔

14۔ بخاری ام کفیل، سیدی و ابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۲۶۱۔

15۔ بخاری ام کفیل، سیدی و ابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۳۲۲۔

16۔ بخاری ام کفیل، سیدی و ابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۲۶۹۔

17۔ بخاری ام کفیل، سیدی وابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۲۸۸۔

18۔ بخاری ام کفیل، سیدی وابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۲۸۳۔

19۔ بخاری ام کفیل، سیدی وابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۲۳۱۔

20۔ بخاری ام کفیل، سیدی وابی، ملتان، بخاری اکیڈمی ملتان، ۳۰ مارچ ۱۹۵۳ بیٹی کے نام سکھر جیل سے خط۔

21۔ بخاری ام کفیل، سیدی وابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۳۲۱۔

22۔ مرزا جانباز، حیات امیر شریعت، لاہور، مکتبہ تبصرہ، ۱۹۷۶، ص ۳۰۸۔۳۰۹۔

23۔ بخاری ام کفیل، سیدی وابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۲۸۸۔

24۔ قریشی نور الحق، قاضی احسان احمد شجاع آبادی ص: ۵۰۵ قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے نام مکتوب۔

25۔ مرزا جانباز، حیات امیر شریعت، لاہور، مکتبہ تبصرہ، ۱۹۷۶، ص ۴۲۱۔

26۔ نقیب ختم نبوت، ماہنامہ، امیر شریعت نمبر، جنوری ۱۹۹۲ جلد ۱/ ، ص ۶۱۷۔

27۔ بخاری ام کفیل، سیدی وابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۲۹۸۔

28۔ بخاری ام کفیل، سیدی وابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۲۸۸۔

29۔ بخاری ام کفیل، سیدی وابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۱۱۵۔

30۔ بگوی، انوار احمد، تذکار بگویہ، طبع ۲۰۱۴ جلد سوم، ص ۱۱۶۔

31۔ بخاری ام کفیل، سیدی وابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۳۰۲۔

32۔ بخاری ام کفیل، سیدی وابی، ملتان، بخاری اکیڈمی، ۲۰۱۳، ص ۲۱۵، سکھر جیل سے بیٹی کے نام خط

33۔ آسی نعیم، مکاتیب امیر شریعت، سیالکوٹ، مسلم اکادمی مجاہد روڈ، طبع اول دسمبر ۱۹۸۱، ص ۴۷۔

34۔ "چٹان" ہفت روزہ، ۱۵ جنوری، ۱۹۶۲ ص/ ۳۲۔

35۔ نقیب ختم نبوت، ماہنامہ، امیر شریعت نمبر، جنوری ۱۹۹۲ جلد اول، ص: ۶۱۸۔

36۔ ہفت روزہ "چٹان" لاہور، ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۳۔

37۔ اس خط کا پس منظر یہ ہے کہ مولانا احمد الدین صاحب (موضع میاں علی) ضلع شیخوپورہ نے بتایا کہ ہم ایک دفعہ شاہ جی کی خدمت میں ملتان حاضر ہوئے، وہاں ایک شخص کا ملتانی جوتا بہت پسند آیا۔ شاہ جی نے فرمایا ایسے جوتے بنانے والا ہمارے قریب ہی رہتا ہے۔ ہماری خواہش پر شاہ جی نے اسے بلوا بھیجا۔ ہم نے پاں کا ماپ دے دیا۔ دوسرے دن جب واپس ہونے لگے تو ہم نے عرض کیا شاہ جی! آج کل خالص گھی ملنا دشوار ہے۔ ہم آپ کے لیے جب آئے تو گھر کا گھی لیتے آئیں گے۔ شاہ جی نے منظور کر لیا۔ کچھ دنوں بعد شاہ جی کا خط ملا۔ (گیلانی سید امین، بخاری کی باتیں، لاہور، ادارہ تالیفات ختم نبوت، سن اشاعت ندارد، ص ۱۱)

38۔ بخاری ام کفیل، سیدی وابی، ملتان، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ۲۰۱۳، ص ۱۵۵ بتغیر یسیر

39۔ اردو ڈائجسٹ دسمبر ۱۹۸۳۔

40۔ مرزا جانباز، حیات امیر شریعت، لاہور، مکتبہ تبصرہ، ۱۹۷۶ء، ص ۳۱۱۔۳۱۲۔

41۔ خورشید الاسلام پروفیسر، تنقیدیں، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاس۔ طبع ۱۹۷۷، ص ۹

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.